24-03-2018

رجب المرجب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک جس دن سے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا، تقدیرِ الٰہی میں اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے، ان میں سے حرمت والے مہینے چار ہیں، (توبہ: 36)''۔ ملتِ ابراہیمی میں ان چار مہینوں کے احترام میں جنگ وجدل کی ممانعت تھی، اور دین میں تحریف کے باوجود یہ روایت چلی آ رہی تھی۔ قریشِ مکہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور اسی سبب ملتِ ابراہیمی کی پیروی کے دعویدار ہونے کی وجہ سے اس حُرمت کے قائل تھے، لیکن انہوں نے دین کو اپنی خواہشات کے تابع کر رکھا تھا، لہٰذا جب وہ ان حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنا چاہتے تو مہینوں کی ترتیب میں مصنوعی طریقے سے ردوبدل کر کے ان کو اپنے وقت سے آگے یا پیچھے کر دیتے تھے۔ کفارِ مکہ کی طرف سے مہینوں کی ترتیب میں اس تبدیلی کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ''نَسِیْءٌ'' سے تعبیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''مہینہ کو مؤخر کرنا محض کفر میں اضافہ کرنا ہے، اس سے کافروں کو گمراہ کیا جاتا ہے، وہ کسی مہینے کو ایک سال حلال قرار دیتے ہیں اور اسی مہینے کو دوسرے سال حرام قرار دیتے ہیں تاکہ اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینوں کی تعداد پوری کر لیں، سو جس مہینے کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو حلال کر لیں، (توبہ: 37)''۔

ان چار حرمت والے مہینوں کا بیان حدیثِ پاک میں آیا، رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''بے شک زمانہ لوٹ پھر کے اس ترتیب کے مطابق آ گیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن سے چلی آ رہی ہے، سال بارہ مہینے کا ہے، ان میں سے چار حرمت والے ہیں: (اُن میں سے) تین مہینے متواتر ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور (چوتھا مہینہ) رجبِ مُضَر ہے (یعنی اس کی حرمت قبیلۂ مُضَر کی طرف منسوب) ہے، جو جُمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان آتا ہے، (صحیح بخاری: 4662)''۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم میں حج کے لیے آمد و رفت رہتی، جبکہ رجب کے مہینے میں لوگ عمرے کے لیے آتے، اس لیے ان مہینوں میں آپس کی جنگوں کو موقوف کر دیتے اور اگر ناگزیر سمجھتے تو مہینوں کی ترتیب میں ردّوبدل کر دیتے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قریشِ مکہ کی خود ساختہ تقدیم وتاخیر کی وجہ سے مہینوں کی ترتیب بدل چکی تھی، لیکن 10 ہجری میں جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کا پہلا اور آخری ''حجۃ الاسلام'' ادا فرمایا، اسے محدثین اور سیرت نگاروں کی اصطلاح میں ''حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے، تو قریشِ مکہ کی تقدیم وتاخیر کے باوجود لوٹ پھر کر مہینے اپنی اصل ترتیب کے مطابق آ گئے جو ابتدائے آفرینش سے چلی آ رہی تھی۔ جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! تو ہمیں رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور (سلامتی کے ساتھ) رمضان کا مہینہ نصیب فرما، (المعجم الاوسط: 3951)''۔ رجب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مشہور روایات کے مطابق

معراج النبی ﷺ کا مُحیّر العُقول معجزہ اس مہینے میں وقوع پذیر ہوا اور وہ ایک مستقل موضوع ہے۔

ان حُرمت والے مہینوں میں ملت ابراہیمی کے تسلسل میں شریعتِ مصطفوی ﷺ میں بھی جنگ وجِدَال کی ممانعت تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''(اے رسول!) لوگ آپ سے حرمت والے مہینے میں جنگ کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ کہیے: اس ماہ میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ اور مسجدِ حرام سے روکنا اور اللہ سے کفر کرنا ہے، (البقرہ: 217)''۔ ان مہینوں میں راستوں کے پرامن ہونے کی وجہ سے دور دراز سے لوگ بلاخوف وخطر حج اور عمرے کے لئے آتے تھے اور انہیں مارے جانے یا لُٹ جانے کا خوف نہیں ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی نسبت کی اس فضیلت کو سورہ القریش میں بھی بیان فرمایا ہے، لیکن قریش ان مہینوں کی ترتیب بدل کر ان کی حرمت کو پامال کرتے تھے۔ پس مسلمانوں پر یہ لازم قرار دیا گیا کہ وہ ان مہینوں کی حرمت کو اپنی اصل کے مطابق قائم رکھیں اور جنگ میں پہل کرنے سے اجتناب کریں۔ لیکن اگر کفار جنگ میں پہل کریں، تو مسلمان ہاتھ باندھ کر بیٹھے نہیں رہیں گے بلکہ انہیں اجازت ہوگی کہ اپنا دفاع کریں اور اس صورت میں حرمت کی پامالی کا وبال مسلمانوں پر نہیں آئے گا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''حرمت والے مہینے کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہے اور تمام محترم چیزوں کا بدلہ ہے، سو جو شخص تم پر (ان مہینوں میں) زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اُس نے تم پر کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تقوے والوں کے ساتھ ہے، (البقرہ: 194)''۔ دوسرے مقام پر فرمایا: ''اور برائی کا بدلہ اُس کی مثل برائی ہے، (الشوریٰ: 40)''۔ ان دو آیات میں مسلمانوں کو یہ اجازت دی گئی کہ اگر ان پر حرمت والے مہینے یا مقدس مقام پر دشمن ظلم اور تعدّی کرے تو انہیں تعدّی کے جواب میں تعدّی کا حق حاصل ہے۔ دراصل ظلم وتعدّی کے بدلے کو تعدّی سے تعبیر کرنا اور برائی کے بدلے کو برائی سے تعبیر کرنا یہ ظاہری مشابہت کی وجہ سے ہے، ورنہ درحقیقت ظلم کا بدلہ عدل ہے، تعدّی کا بدلہ حرمت کی حدود کی پاسداری ہے اور برائی کا بدلہ اس کے کئے کی جزا ہے۔

ہمارے اس خطے میں 22 رجب کے ''کونڈوں'' کی روایت معروف ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام پر فاتحہ ہوتی ہے، جس میں لکڑہارے کی منظوم داستان پڑھی جاتی ہے اور اس فاتحہ کی میٹھی ٹکیاں یا روٹیاں ایک خاص جگہ پر بٹھا کر کھلائی جاتی ہیں اور اس میں استعمال شدہ برتنوں کو ندی وغیرہ کے پانی میں ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے اور شریعت کی نظر میں یہ ایک پسندیدہ بات ہے، لیکن خاص طرز کے کھانے یا خاص جگہ پر کھلانے یا خاص تاریخ پر کھلانے کو لازم سمجھنا، اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے اور یہ شریعت پر زیادتی ہے، بدعت ہے اور جاہلانہ رَسم ہے، بدعت کا مطلب یہ ہے کہ اس تعیُّن کو لازم یا باعثِ اجر سمجھ لیا جائے۔

22 رجب کو امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نہ تاریخ پیدائش ہے اور نہ تاریخ وصال، آپ کی تاریخِ ولادت کے بارے میں ایک روایت 17، ربیع الاول 80 ہجری ہے، ایک روایت رجب کی بھی ہے، لیکن تاریخ مذکور نہیں ہے، اسی طرح وصال کے بارے میں بھی دو قول ہیں: زیادہ معروف ماہِ شوال 148 ہجری اور ایک قول رجب کا بھی ہے، (جلاء العیون، ملاباقر مجلسی، جلد: 2، ص: 693)۔ البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال 22 رجب 60 ہجری ہے، (دائرہ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی)۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کے معاندین اور ان سے بُغض رکھنے والوں نے (معاذ اللہ!) اُن کی وفات پر خوشی منانے کے لیے یہ سلسلہ شروع کیا اور چونکہ وہ بنواُمیّہ کے اقتدار کا دور تھا، اس لیے اسے پوشیدہ رکھنے کے لئے گھر کے کسی خاص گوشے میں کھلایا جاتا تھا، لیکن ہمیں اس کا کوئی تاریخی حوالہ نہیں ملا۔ اسی طرح رجب میں میٹھی روٹیاں پکا کر سورۂ ملک پڑھی جاتی ہے اور پھر انہیں تقسیم کیا جاتا ہے ہمیں اس کا بھی کوئی تاریخی حوالہ نہیں ملا، لیکن فی نفسہٖ ایصالِ ثواب مشروع ہے، جائز ہے اور کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے، لیکن خاص طرح کے تعینات کو لازم سمجھنا درست نہیں ہے۔

علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ''ماہِ رجب میں امام جعفر صادق کو ایصالِ ثواب کے لئے کھیر پوری پکا کر کونڈے بھرے جاتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں، یہ جائز ہے۔ اس میں ایک بات بڑی غلط رواج پا گئی ہے کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں، وہیں کھائے جاتے ہیں، یہ ایک غلط حرکت ہے اور یہ غیر شرعی اور جاہلانہ رسم ہے اور جو ایک کتاب ''عجیب داستان'' کے نام پڑھی جاتی ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں، یہ نہ پڑھی اور نہ ہی سنی جائے، فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔ اللہ کے نیک بندوں کی کرامات برحق ہیں، (سنی بہشتی زیور، حصہ سوم، ص:318)''۔

مفتی وقارالدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے کونڈوں کی شرعی حیثیت کے حوالے سے سوال ہوا، آپ نے جواب میں لکھا: ''اہلسنت کے نزدیک جیسے ہر فاتحہ جائز ہے، اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ بھی جائز ہے، لکڑہارے کی کہانی من گھڑت ہے۔ کھانے کی ہر چیز کے متعلق ادب سکھایا گیا ہے۔ حدیث میں فرمایا: ''دستر خوان پر جو گر جائے اُسے اٹھا کر کھا لو''۔ فاتحہ کے کھانے پر قرآن پڑھا جاتا ہے، اس لئے مسلمان اس کا زیادہ ادب کرتے ہیں، اسی وجہ سے لوگوں نے یہ شرط لگالی کہ وہیں بیٹھ کر کھالیں، باہر نہ لے جائیں اس شرط کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، وہاں بھی کھا سکتے ہیں اور باہر بھی لے جا سکتے ہیں، (وقار الفتاویٰ، جلد: اوّل، ص:202، بزم وقارالدین، کراچی)''۔

کچھ لوگ اسلامی تاریخ کے حوالے سے کسی عظمت والے دن نفلی روزہ رکھنے کو بدعت کہتے ہیں، یہ کہنا بھی شریعت پر زیادتی ہے۔ ہم واضح کر چکے ہیں کہ تعیین کو لازم سمجھنا بدعت ہے اور تعیینِ شرعی کے بغیر حصولِ برکت کے لیے کسی بھی دن اجر و ثواب کی نیت سے نفلی روزہ رکھنے، نوافل پڑھنے، تلاوت اور دُرود و اذکار پڑھنے اور صدقہ و خیرات کرنے کو بدعت سمجھنا، یہ بھی درست نہیں ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور جن چیزوں کو تمہاری زبانیں جھوٹ قرار دیتی ہیں، ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھو، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے، (النحل:116)''۔

الغرض تعیینِ شرعی سے مراد یہ ہے کہ تعیُّن کے ساتھ کسی خاص وقت یا خاص دن یا خاص مقام پر کوئی نیک کام کرنا یا ایصالِ ثواب اور پھر اس پر کسی خاص اجر کی توقع رکھنا اور یہ کہ اگر اس سے عدول کر لیا گیا تو وہ اجر نہیں ملے گا یا اس اجر میں کمی واقع ہو گی، یہ درست نہیں ہے اور یہی شعار بدعت ہے، کیونکہ ایسی تعیین شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختیار ہے، جیسے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرتے ہوئے حج کے شعائر تعیین کے ساتھ بیان فرمائے۔



(روزنامہ دنیا نیوز، 24 مارچ 2018)